ساتواں خطبہ

اعتکاف اور شب قدر

حکیم الامت مجدد الملت تھانوی رحمہ اللہ

آیات طیبات

''ارشاد فرمایا حق تعالیٰ شانہ نے اور نہ مباشرت کرو (یعنی بدن بھی نہ ملنے دو) عورتوں سے جس زمانہ میں کہ تم معتکف ہو، مسجد میں (اعتکاف کرنا بھی سنت ہے، خاص کر عشرہ اخیر میں تو ہر بستی میں کم از کم ایک شخص کا اعتکاف میں بیٹھنا سنت مؤکدہ ہے مگر کوئی بھی نہ بیٹھے تو سب کو ترک سنت کا گناہ ہوگا) و نیز ارشاد فرمایا حق تعالیٰ شانہ نے کہ لیلۃ القدر بہتر ہے ہزار ماہ سے۔''

حدیث ۱-''اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے قیام کیا شب قدر میں ایمان اور طلب ثواب کی وجہ سے بخش دیئے گئے اس کے گزشتہ گناہ۔'' (متفق علیہ)

حدیث ۲-'' و نیز ارشاد فرمایا کہ رمضان میں ایک رات ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے جو اس کی خیر سے محروم رہا وہ بالکل ہی محروم رہا۔ (احمد نسائی) اور سعید بن المسیب نے فرمایا کہ جو شخص (شب قدر کو عشاء کی) جماعت میں حاضر ہو گیا اس نے اس میں سے حصہ پالیا (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث شریف میں محروم ہونے والے سے وہ مراد ہے جو اس روز عشاء کی جماعت میں بھی شامل نہ ہوا ہو)۔'' (عین جمع الفوائد عن مالک)

حدیث ۳-''اور ارشاد فرمایا رسول اللہ نے کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو جبریل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت سمیت نازل ہوتے ہیں اور ہر اس شخص کے لیے دعا کرتے ہیں جو کھڑے/بیٹھے اللہ کا ذکر کر رہا ہو۔''

حدیث ۴-''اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: معتکف کے بارے میں کہ وہ گناہوں سے بچتا ہے اور اس کے لیے نیک عمل (یعنی جن سے اعتکاف مانع ہو عیادت وغیرہ) جاری کیے جاتے ہیں جیسا کہ ان اعمال کرنے والے کو ثواب ملتا ہے۔ (ایسا ہی معتکف کو بھی ملتا ہے)۔'' (واللہ اعلم)

حدیث ۵- ''اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تلاش کرو تم شب قدر کو اخیر عشرہ میں رمضان کے۔'' (بخاری)

اور حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا ہے قسم ہے فجر کی دس راتوں کی اور جفت کی اور طاق کی اور رات کی جب وہ چلے۔

ف: یہاں دس راتوں سے مراد عشرہ اخیر کی دس راتیں ہیں۔ (فسرہ ابن عباسؓ کذا فی الدر المنظوم)

اضافہ: (الف): اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کسی معتبر عالم سے روایت کی ہے کہ وہ یوں فرماتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے لوگوں کی عمریں یا ان میں سے جتنی خدا نے چاہا دکھائی گئی ہیں۔ پس گویا آپؐ نے اپنی اُمت کو اتنے اعمال سے قاصر خیال فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے ایک رات یعنی لیلۃ القدر آپ کو عطا فرمائی جو ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ (عین ترغیب عن الموطا)

(ب): رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے رمضان میں دس روز کا اعتکاف کیا وہ اعتکاف دو حج اور دو عمرے کے مانند ہے۔ (عین ترغیب عن البیہقی)

(ج): اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جب عشرہ اخیر داخل ہوتا تو کمر باندھتے (یعنی عبادت کا بہت زیادہ اہتمام فرماتے) اور شب بیداری کرتے اور اپنے گھر والوں (یعنی ازواجِ مطہرات کو اور صاحبزادیوں کو) جگاتے۔ (متفق علیہ)

(د): اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر مجھے کسی طرح شب قدر معلوم ہو جائے کہ فلاں رات میں ہے تو میں اس میں کیا کہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفُوَ فَاعْفُ عَنِّیْ " کہو (یعنی اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے، معاف کرنے کو پسند رکھتا ہے، پس میرے گناہ معاف فرما دے۔) (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

(ہ) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا لیلۃ القدر کے بارے میں تو آپ نے فرمایا کہ وہ رمضان میں ہوتی ہے۔ (ابوداؤد)

محترم بزرگو! اور دوستو! آج خطبہ جمعہ کا موضوع لیلۃ القدر اور فضائل اعتکاف کا بیان ہے۔ پہلے لیلۃ القدر کا بیان سنئے۔

انسان کی زندگی کا ہر لمحہ لعل و جواہرات سے زیادہ قیمتی ہے اس کی قدر و قیمت کا اندازہ موت کے وقت

ہوتا ہے۔اس وقت اگر کوئی دنیاو مافیہا کے عوض زندگی کا ایک لمحہ خریدنا چاہیں تو یقیناً نہیں مل سکتا۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسی بیش بہا نعمت (زندگی عطا فرمائی ہے) جس کو ہم کوڑیوں کی طرح ضائع کررہے ہیں۔

دادہ عمرے کہ ہر روزے ازاں کس ندارند قیمت آں در جہاں

(کس قدر خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کا ایک سانس بھی یاد خداوندی سے غافل نہیں ہوتا اور ایک لمحہ بھی اپنے پروردگار سے غافل ہونے کو کفر سمجھتے ہیں۔) چنانچہ ان کے یہاں یہ ضرب المثل مشہور ہے کہ ''جودم غافل سودم کافر''

ہر آں کہ غافل از حق یک زماں ست در آں دم کافر است امانہاں است

اس لیے عارفین اللہ کی یاد سے کوئی لمحہ خالی جانے نہیں دیتے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم ایک لحظہ کے لیے بھی حق تعالیٰ شانہ کی یاد سے غافل ہوں اور شاید یہی لمحہ ہمارے لیے بارگاہ خداوندی میں مقبولیت کا ہو۔

یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نباشی شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

دراصل عارفین پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عنایات رہتی ہیں جس سے ان کے مرتبے بلند ہوتے ہیں۔

سیر عابد یک دمے یک سالہ را سیر عارف ہر دمے تا تخت شاہ

اس لیے اگر وہ ایک لحظہ بھی یاد خداوندی سے غافل ہو جائیں تو ترقی و بلندی درجات سے رُک جائیں۔

یک لحظہ گر غافل شوی صد سالہ راہم دور شُد

چونکہ عارفین کو ہی زندگی کے ہر لمحہ کی قدر و قیمت معلوم ہے وہ شب کی عبادت اور ذکر نیم شبی کی لذت سے آگاہ ہیں اس لیے شب قدر کی صحیح معنوں میں وہی قدر و قیمت پہچانتے ہیں۔

اے خواجہ چہ پُرسی ز شب قدر چہ نشانی ہر شب شب قدر است گر تو قدر بدانی

شب قدر کیسے عطا ہوئی؟

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لباب النقول میں تحریر فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک عابد کا ذکر فرمایا جو ساری رات صبح تک عبادت کرتا تھا اور صبح سے شام تک جہاد کرتا تھا۔اس نے ہزاروں مہینے مسلسل یہی عمل کیا۔حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اس پر تعجب ہوا اور افسوس کیا کہ ہم کو یہ نعمت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے کیونکہ ہماری عمریں اس قدر نہیں پہنچتیں اور ہم میں اس قدر قوت و ہمت بھی نہیں۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی: '' خیر من الف شھر'' یعنی شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے یعنی تمہیں اس شب

میں عبادت کا ثواب بنی اسرائیل کے اس مرد کی ہزار ماہ کی عبادت سے زیادہ ملے گا کیونکہ "لیلة القدر خیرمن الف شهر" فرمایا۔ کالف شهر یا مثل الف شهر یا مائة الف شهر یعنی ہزار مہینوں کے برابر نہیں فرمایا بلکہ بڑھ کر فرمایا۔

حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں یہاں جو الف شہر فرمایا ہے وہ الف تحدید کے لیے نہیں بلکہ تکثیر کے لیے ہے گو وہ فی الواقع خدا تعالیٰ کے یہاں ضرور محدود ہوگا کیونکہ "کلّ شیٔ عنده بمقدار" (ہر چیز کا اللہ تعالیٰ کے یہاں اندازہ ہے) اور جب خدا تعالیٰ کے یہاں محدود ہے تو واقع میں بھی محدود ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا علم واقع کے مطابق ہے۔ پس واقع میں تو ثواب لیلۃ القدر محدود ہے مگر یہاں تحدید مذکور نہیں اور گو غیر محدود متناہی بمعنی "لاتقف عند حدّ" (کسی حد پر ختم نہیں) فی نفسہ ممکن ہے مگر لیلۃ القدر کے ثواب کا بایں معنی غیر متناہی ہونا محتاج دلیل ہے اور اس پر دلیل قائم ہونے کی ضرورت ہے۔ جب دلیل نہیں تو اس کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔ پس ظاہر یہی ہے کہ وہ واقع میں محدود بھی موقوف عند حد ہے مگر وہ حد الف نہیں۔

اب یہ سوال رہا کہ جب الف کی تحدید نہیں تو الف شہر کیوں فرمایا اس کے متعلق میرا خیال ہے کہ لغت عرب میں عدد کے لیے الف سے زیادہ کوئی لغت نہیں، جیسے ہمارے یہاں مہاسنگھ سے آگے کوئی لفظ نہیں، اس سے آگے کوئی شمار کرے تو ایک مہاسنگھ، دو مہاسنگھ، سو مہاسنگھ کہے گا، کوئی اور لغت بیان نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اہل عرب الف کے آگے جس عدد کو استعمال کریں گے جیسے الف الف مائۃ الف وغیرہ۔ جب یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ الفاظ عرب کا منتہیٰ عرب میں الف ہے تو مطلب یہ ہوا کہ جو عدد تمہارے نزدیک اعداد کی غایت اور منتہیٰ ہے لیلۃ القدر کا ثواب اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ پھر لفظ "خیر" اسم تفضیل ہے معنی یہ ہوئے بہت بڑھ کر سو اب تو الف تحدید کے لیے بھی ہوتا تب بھی "خیر" عدم تحدید پر دال ہے۔ (تکمیل الانعام فی صورۃ ذبح الانعام ص ۱۶۱۵)

اندازہ فرمائیے اُمت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حق تعالیٰ شانہ کے کس قدر بے انتہا احسانات اور عنایات ہیں وہ ان کی مغفرت کے لیے بہانہ چاہتے ہیں۔

رحمت حق بہانہ مے جوید رحمت حق بہا نمے جوید

چنانچہ دُرِ منثور میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حق تعالیٰ نے شب قدر صرف میری اُمت کو عطا فرمائی ہے۔ پہلی اُمتوں کو نہیں۔" اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسی طرح بہت سے مواقع عطا فرمائے ہیں تا کہ اس کے اظہار ندامت پر اس کی

مغفرت فرمادیں کیونکہ انسان سے ہمیشہ گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں اور حق تعالیٰ شانہ برابر اپنی رحمت سے اس کو بخش دیتے ہیں۔ عارف رومیؒ فرماتے ہیں:

من گنہ آرم تو ستاری کُنی — جرم من آرم تو معذاری کُنی

جرمہا بینی و نخشمے ناوری — اے کہ قربانت چہ نیکو داوری

شب قدر کے رمضان المبارک میں ہونے کی دلیل

حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں:

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِی لَیْلَةِ الْقَدْرِ. (یعنی بیشک ہم نے اس کو (قرآن پاک) لیلۃ القدر میں نازل فرمایا۔ سورہ دخان میں اس شب کو لیلۃ مبارکہ بھی فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

اِنَّا انزلنٰہ فی لیلۃٍ مبارکۃٍ اِنَّا کُنَّا منذرین. (الدخان آیت ۳)

''بے شک ہم نے اس کو برکت والی رات میں اُتارا ہے اور ہم ہی آگاہ کرنیوالے تھے۔''

ان آیات سے معلوم ہوا کہ قرآن پاک شب قدر میں نازل ہوا اور قرآن پاک چونکہ رمضان المبارک میں نازل ہوا ہے ''کما قال تعالیٰ : شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن'' (سورہ بقرہ آیت ۱۱۸) رمضان المبارک ہے جس میں قرآن پاک نازل ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ شب قدر رمضان میں ہے۔ نیز حدیث میں حضرت ابی بن کعبؓ سے مروی ہے کہ شب قدر رمضان میں ہے اور ستائیسویں شب کو ہے۔ (بخاری مسلم) باقی رہا یہ اشکال کہ قرآن پاک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تھوڑا تھوڑا ۲۳ سال میں اترا ہے اس کے ازالہ کے لیے امام المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ملاحظہ فرمائیے کہ ''پورا قرآن پاک آسمان اول پر بیت العزت میں شب قدر میں اترا۔'' پھر تفصیل وار واقعات کے مطابق ۲۳ سال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ (تفسیر ابن کثیر)

اس شب کو لیلۃ القدر کیوں کہتے ہیں؟

قدر کے معنی ہیں تعظیم کے چونکہ اس شب میں عظمت اور شرف ہے اس لیے اس کو شب قدر کہتے ہیں کیونکہ اس رات عابدوں کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت اور منزلت زیادہ ہوتی ہے۔

قدر کے معنی تنگ کے بھی ہیں کیونکہ اس شب میں آسمان سے فرشتے اور روح اُترتے ہیں۔ ان کے اُترنے سے زمین تنگ ہو جاتی ہے اور اس واسطے اس کو شب قدر کہتے ہیں۔ قدر کے معنی اندازہ بھی ہیں اس رات اللہ تعالیٰ تمام سال کے کاموں کا اندازہ کرتے ہیں اس لیے اس کو شب قدر

کہتے ہیں۔ تفسیر قرطبی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی تفسیر یوں منقول ہے کہ قضاوقدر تو شعبان کی پندرہویں شب (شب برأت) کو ہوتی ہے لیکن متعلقہ فرشتوں کو ان کی ذمہ داری لیلۃ القدر میں سپرد ہوتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب) اس شب کو شب قدر اس لیے بھی کہتے ہیں کہ اس میں بعض چیزیں ایسی ہیں جو دوسری راتوں میں نہیں۔ مثلاً

(۱) اس رات قرآن پاک نازل ہوا۔ (سورہ قدر)۔ (۲) اسی رات میں ملائکہ کی پیدائش ہوئی۔ (مظاہر حق)۔ (۳) اسی رات جنت میں درخت لگائے گئے۔ (مظاہر حق)۔ (۴) اسی رات حضرت آدم علیہ السلام کا مادہ جمع ہونا شروع ہوا۔ (درمنثور)۔ (۵) اسی رات بنی اسرائیل کی توبہ قبول ہوئی۔ (درمنثور)۔ (۶) اسی رات حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اُٹھائے گئے۔ (درمنثور و بیان القرآن)۔ (۷) اس رات توبہ قبول ہوتی ہے۔ (درمنثور)۔ (۸) اسی رات آسمانوں کے دروازے کھلے رہتے ہیں۔ (۹) اس رات میں صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو مارے نہیں پاتے۔ (درمنثور)۔ (۱۰) اس رات سمندر کا پانی میٹھا ہوتا ہے جیسے عبادہ بن ابی لباء کہتے ہیں کہ میں نے رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو سمندر کا پانی چکھا تو بالکل میٹھا تھا اور ایوب بن خالد کہتے ہیں کہ مجھے نہانے کی ضرورت ہوئی تو میں نے سمندر کے پانی سے غسل کیا تو وہ بالکل میٹھا تھا اور یہ شب ۲۳ رمضان المبارک تھی۔ واللہ اعلم بالصواب (تفسیر ابن کثیرؒ)۔ (۱۱) ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس شب میں لوح محفوظ سے رزق، بارش، موت، زندگی، یہاں تک کہ حاجیوں کی تعداد نقل کر کے ملائکہ کو دی جاتی ہے۔ (روح المعانی) ۔ (۱۲) اس رات ہر مؤمن پر ملائکہ کا سلام کرنا آیا ہے۔ (بیان القرآن)۔ بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ شب قدر میں حضرت جبریل علیہ السلام فرشتوں کے ایک گروہ میں آتے ہیں اور جس شخص کو قیام وقعود اور ذکر میں مشغول پاتے ہیں اس پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں یعنی اس کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں اور خازن نے ابن الجوزیؒ سے اس روایت میں یسلمون بھی بڑھایا ہے یعنی سلامتی کی دُعا کرتے ہیں اور یصلون کا حاصل بھی یہی ہے کیونکہ رحمت وسلامتی میں تلازم لازم ہے اسی کو قرآن مجید نے سلام فرمایا ہے۔ (تفسیر درمنثور و بیان القرآن)۔ (۱۳) اس رات حضرت جبریل علیہ السلام اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کو لے کر اُترتے ہیں۔ (سورۃ قدر آیت ۴)۔ (۱۴) اس شب میں ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کرنے سے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (بخاری شریف)

یہ بطور مشتے نمونہ از خروارے لکھے گئے ہیں ورنہ شب قدر کی فضیلت میں اس قدر احادیث اور روایات ملتی ہیں کہ:

ع　میں جو گنانے پہ بھی آؤں تو گنا نہ سکوں

وجہ فضیلت

شب قدر سارے رمضان میں افضل ہے اور رمضان سب مہینوں میں۔ رمضان المبارک اس لیے افضل ہے کہ اس میں قرآن نازل ہوا اور شب قدر سارے رمضان میں اس لیے افضل ہے کہ اس شب میں قرآن پاک نازل ہوا۔

شب قدر کی ساری رات فضیلت والی ہے

شب قدر کی مذکورہ بالا فضیلتیں ساری رات کے لیے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ" وہ شب طلوع فجر تک رہتی ہے یہ نہیں کہ شب کے کسی خاص حصے میں یہ برکت ہو۔ دوسرے میں نہ ہو کیونکہ لیلۃ القدر کے عنوان سے ارشاد فرمایا گیا' اگر ایسا نہ ہوتا تو اور عنوان (خاص ساعت) سے خبر دی جاتی جیسے جمعہ میں ایک ساعت کی خبر دی گئی ہے۔ (کمالات اشرفیہ ص ۴۸)

اس لیے ساری رات عبادت میں بسر کرنی چاہیے اور کوئی لمحہ ضائع نہ کرنا چاہیے یا تہجد اور آخری شب کے انتظار میں بقیہ وقت ضائع نہ کرنا چاہیے بلکہ جس قدر وقت ملے غنیمت سمجھ کر عبادت میں بسر کریں۔ ایک تو لیلۃ القدر مل جائے گی اس کا ثواب ۸۳ سال ۴ ماہ کی عبادت کا ملے گا اور بقیہ راتوں میں ہر نفل کا ثواب فرض کے برابر اور ایک نیکی کا ثواب سات نیکیوں یا اس سے زائد بھی مل سکتا ہے۔ لہٰذا پانچ راتیں جاگ کر خدا تعالیٰ کے خزانہ سے بے حساب مال غنیمت حاصل کرنا چاہیے۔

جا گنا ہے جاگ لے افلاک کے سایہ تلے　　حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سایہ تلے

اگر کوئی شخص نہایت ہی کم ہمت اور ضعیف ہو تو وہ ۲۷ ویں شب ضرور جاگ کر عبادت کرے اور لیلۃ القدر کے جستجو کے ثواب سے محروم نہ رہے۔

خواب را بگذار امشب اے پدر　　یک شبے در کوئے بیخوابان گزر

شب قدر مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر ہو سکتی ہے

چونکہ چاند مختلف مقامات پر مختلف ایام میں نظر آتا ہے اس لیے ہر جگہ کی تاریخ الگ ہوتی ہے کہیں اُنیس ہے تو کہیں بیس۔ اس لیے شب قدر مختلف اوقات میں ہو سکتی ہے۔

حضرت حکیم الامت تھانویؒ تحریر فرماتے ہیں ''اختلاف مطالع و مغارب کی وجہ سے شب قدر کا ہر جگہ جدا ہونا لازم آتا ہے۔'' جواب یہ ہے کہ اس میں کوئی محذور لازم نہیں آتا کہ یہ برکات کسی کو کسی وقت میں ملیں اور کسی کو کسی وقت میں۔ اسی طرح نزول ملائکہ کا ہر جگہ مختلف وقت میں ہو۔ (تفسیر بیان القرآن ص ۱۱۴۹)

نیز فرماتے ہیں تم نے بہ گمان شب قدر عبادت کی تو ان شاء اللہ تم کو شب قدر کا ہی ثواب ملے گا' یہ گھڑی ہوئی بات نہیں' حدیث اس کی اصل ہے۔

''انّما الاعمال بالنّیاتo'' (سب عملوں کا دارومدار نیت پر ہے)

پھر ممکن ہے کہ اس قاعدہ کلیہ سے کسی کی تسلی نہ ہو تو پھر دوسری حدیث موجود ہے:

الصوم یوم تصومون والفطر یوم تفطرون والضحی یوم تضحونo

''روزہ اس دن ہے جس دن روزہ رکھتے ہو' عید الفطر اس دن ہے جس دن صدقہ فطر دیتے ہو اور قربانی اس دن ہے جس دن قربانی کرتے ہو۔'' (احکام العشر الاخیرہ ص ۳۹)

کیونکہ حق تعالیٰ کسی خاص زمان یا کسی مکان میں ایک فضیلت پیدا کر کے اس کے پابند نہیں ہو جاتے کہ دوسرے مکان یا زمانے میں اس فضیلت کو پیدا نہ کر سکیں بلکہ وہ ہر رات اور ہر دن میں اس فضیلت کو پیدا کر سکتے ہیں۔ رہا یہ کہ امکان سے وقوع تو ثابت نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ دوسری نصوص سے اس کا وقوع ثابت ہو رہا ہے کہ حق تعالیٰ ایسا ہی کرتے ہیں کہ جو برکت ایک تاریخ میں تمہارے واسطے ہے وہی برکت دوسرے کے لیے دوسری تاریخ میں پیدا کر دیتے ہیں جن کو وہ اپنی تحقیق کے موافق سمجھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کو برکت کا ایک رات سے دوسری رات میں منتقل کرنا کیا مشکل ہے ان کی تو شان یہ ہے: ''اُولٰٓئِکَ یبدل اللّٰہ سیّاٰتِھِم حسنٰتٍ'' (یہی لوگ ہیں کہ اللہ ان کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیں گے)۔ (الیسر مع العسر ص ۴۱)

چاند کی تاریخوں کے اختلاف کے سبب پاک و ہند میں مکہ معظمہ کے عید کا روز یوم عرفہ ہوتا ہے۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ فرماتے ہیں ''یہاں کا عرفہ کل ہی تھا' پرسوں نہ تھا اور کل جو روزہ رکھا گیا وہ عرفہ ہی کا روزہ تھا اور اس روزہ کا ہم کو وہی ثواب ملے گا جو عرفہ کے روزہ کا ملتا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ شریعت نے ہم کو واقعہ پر عمل کرنے کا مکلّف نہیں فرمایا بلکہ صرف اس بات کا مکلّف کیا ہے کہ جو بات قواعد شرعیہ سے ہم کو تحقیق ہو جائے اس پر عمل کریں خواہ وہ واقع

میں بات ہو یا نہ ہو۔ مثلاً شریعت کا حکم ہے کہ عین طلوع آفتاب کے وقت نماز پڑھنا ممنوع ہے پس جب ہم کو آفتاب کا کنارہ نظر آئے اس وقت نماز پڑھنے کو ناجائز کہیں گے حالانکہ اس وقت کے اصول ریاضی سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جس وقت آفتاب کی ٹکیہ نظر آتی ہے اس وقت آفتاب طلوع نہیں ہوتا بلکہ اس کے بعد ہوتا ہے کیونکہ طلوع نام ہے آفتاب کے اس نقطہ پر آجانے کا جس کو اُفق کا نقطہ کہتے ہیں اور یہ بات آج کل ثابت ہو چکی ہے کہ جس وقت آفتاب کا قرص ہم کو نظر آتا ہے اس وقت واقع میں وہ قرص اس نکتہ سے اوپر نہیں نکلا ہوتا نیچے ہی رہنے کی حالت میں نظر آتا ہے۔ پس اگر واقع کا اعتبار کیا جائے تو وہ وقت طلوع آفتاب کا نہیں اور ممانعت تھی نماز کی صرف طلوع آفتاب کے وقت تو چاہیے تھا کہ اس وقت بھی نماز جائز ہوتی مگر شریعت نے چونکہ ہم کو واقع پر عمل کرنے کا مکلّف نہیں فرمایا بلکہ جو بات احکام شرعیہ سے ثابت ہو اس پر عمل کرنے کا ہم کو حکم دیا ہے اور وہ حکم یہ ہے کہ جب طلوع تم کو محسوس ہو نماز مت پڑھو خواہ واقع میں کچھ ہو اسی طرح حکم ہے کہ غروب آفتاب سے قبل افطار ناجائز ہے بعد غروب جائز تو جس وقت تک آفتاب کی ٹکیہ کا کچھ حصہ ہم کو نظر آتا ہے اس وقت تک افطار کو جائز نہیں کہیں گے کیونکہ آفتاب کی ٹکیہ کا کچھ حصہ ہم کو نظر آرہا ہے تو شرعاً وہ وقت غروب آفتاب کا نہیں کہلایا جا سکتا لیکن ریاضی کے قاعدے سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اس وقت غروب آفتاب ہو چکا ہوتا ہے اور ہم کو اُفق سے نیچے ہی ہونے کی حالت میں نظر آتا ہے تو اگر واقعہ کا اعتبار کیا جائے تو اس وقت افطار کو جائز کر دیا جاتا مگر چونکہ ہم کو شریعت نے واقعہ پر عمل کرنے کا مکلّف نہیں فرمایا بلکہ قواعد شرعیہ کی رُو سے جو بات ثابت ہو چکی ہے اس پر عمل کا حکم فرمایا خواہ واقعہ میں اس وقت غروب ہو گیا تھا۔ (انموذج الملفوظات جزو اول ملقب بہ رمضان عید)

پس اپنے یہاں کے چاند کی تاریخ کے مطابق لیلۃ القدر کی جستجو کرو اور ثواب میں وسوسہ نہ کرو انہی تاریخوں میں شب قدر کا ثواب ہے۔

دراصل لیلۃ القدر کی جو شان و برکات ہیں وہ لیل و نہار کے ساتھ مقید نہیں بلکہ ارادہ حق کے تابع ہے اس کی مثال بارش کی طرح ہے کہ یہاں کے کرۃ النسیم کے نیچے آج بارش ہے اور کلکتہ کے کرۃ النسیم کے نیچے کل بارش ہے۔ اگر شب قدر بھی ایسی ہو کہ یہاں آج ہے اور کلکتہ میں کل ہے تو اس میں اشکال کی کیا بات ہے۔ آخر بارش میں کیا ایسا اختلاف نہیں ہوتا؟ پھر معنوی بارش برکات میں ایسا اختلاف ہو تو کیا تعجب ہے۔ (البدائع مطبوعہ تھانہ بھون ص ۲۶۸)

شب قدر میں جاگنے کی چند تدابیر

شب قدر میں نیند نہ آنے کی تدبیر یہ ہے کہ متفرق اعمال شروع کر دیئے جائیں تاکہ توجہ منقسم رہے۔ کچھ دیر نوافل پڑھے پھر تلاوت شروع کر دی پھر ذکر کرنے لگے پھر وعظ شروع کر دیا یا سننے لگے اگر تجدید نشاط کے لیے بیچ میں تھوڑی بات بھی کرے تو مضائقہ نہیں جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے باتیں کر لیتے تھے باتیں مقصود نہ تھیں بلکہ طبیعت کی تازگی کے لیے ایسا فرماتے اس طرح نفس کو خوش رکھ کر جاگے اور اگر تکان ایسا ہو جائے کہ نیند سے بے قابو ہو جائے تو سو رہے کیونکہ ارشاد ہے "فلیرقد" ایسی حالت میں سونے ہی میں فضیلت ہے۔ بہر حال عبدیت مطلوب ہے خواہ سونے میں ہو یا جاگنے میں اپنے کو خدا کے سپرد کر دے اتباع نفس کے لیے کچھ نہ کرے یہی عبدیت ہے۔ (کمالات اشرفیہ ص ۱۹)

جاگنے کی ایک تدبیر چائے کا استعمال بھی ہے یا کالی مرچ کے چند دانے منہ میں چبائیں تو بھی نیند زیادہ نہ ستائے گی۔ نیز سورۃ الاعراف کی آیت ۵۴ تا ۵۶ پارہ ۸ پڑھ کر دعا کرو نیند جاتی رہے گی۔ (اعمال قرآنی)

شب قدر کی مسنون دعا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو شب قدر کو پائے تو یہ دعا مانگنا "اللّٰھُمَّ اِنَّکَ عفوٌّ تحبّ العفو فاعف عنّی" (مشکوٰۃ) اے اللہ! آپ معاف کرنے والے ہیں، معاف کرنے کو پسند کرتے ہیں، پس مجھ سے درگزر فرمائیے۔ لیلۃ القدر میں عشاء اور تراویح کے بعد یہ دعا اہتمام سے مانگنا چاہیے اور اگر ہو سکے تو ان راتوں میں اس دعا کی ایک تسبیح پڑھ لینی چاہیے۔ عارف رومیؒ کا یہ شعر گویا اس دعا کا ترجمہ ہے۔

اے محب عفو از ما عفو کن — اے طبیب رنج نا صور کن

عارف باللہ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ فرماتے ہیں کہ اگر مجھ کو لیلۃ القدر مل جائے تو میں خدا تعالیٰ سے یہ دعا مانگوں کہ صحبت نیک عطا فرما۔ (اقوال العزیز ص ۲۸)

واقعی نیک صحبت حق تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

شب قدر کی برکات سے محرومی پر وعید اور اس سے بچنے کا طریق

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم

قال دخل رمضان ان هٰذا الشهرقد حضركم و فيه ليلة خيرمن الف شهر من حرمها فقد حرم الخير كلّه ولا يحرم خيرها الا محروم. (رواہ ابن ماجہ واسنادہ حسن)

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان المبارک میں فرمایا کہ یہ مہینہ جو تمہارے پاس آیا ہے اس میں ایک رات ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے جو اس سے محروم رہا وہ ساری خیر سے محروم ہو گیا اور محروم کے سوا خیر سے کوئی محروم نہیں ہوتا۔''

اس حدیث میں لیلۃ القدر میں بالکل غافل عبادت ہونے سے سخت وعید ہے اس لیے کم از کم اس شب میں نماز فجر اور عشاء با جماعت اہتمام سے پڑھ لے کیونکہ جو شخص عشاء اور فجر دونوں نمازیں با جماعت ادا کرے اس کو لیلۃ القدر سے حصہ مل جائے گا۔

(مزید دلائل ہم پچھلی سرخی میں لکھ چکے ہیں۔احقر قریشی غفرلہ)

یعنی یہ بھی جاگنے والوں میں شمار ہوگا مگر اس کا جاگنے والوں میں شمار ہونا ایسا ہے جیسا چاندی کے چمچوں میں گلٹ کا چمچہ چاندی کی قلعی کر کے رکھ دیا جائے۔حضرت ابن المسیبؒ کا ارشاد ہے کہ عشاء کی نماز جماعت سے پڑھ لینا بھی فضیلت لیلۃ القدر کے لیے کافی ہے کیونکہ فوت جماعت فجر غیر اختیاری ہے اس لیے یہ فوت منقص ثواب لیلۃ القدر نہ ہوگا۔(کمالات اشرفیہ ص ۵۲)

جو اس بابرکت شب میں فجر اور عشاء کی نماز با جماعت نہیں پڑھ سکتا واقعی (مشکوٰۃ میں ہے **عنه الاكل محروم**) وہ محروم ہے۔

اسکے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر　　تجھ سے کیا ضد تھی تو اگر کسی قابل ہوتا

شب قدر کی نشانیاں

۱۔ابوداؤد طیالسیؒ فرماتے ہیں اس رات میں فرشتے زمین پر سنگریزوں کی گنتی سے زیادہ ہوتے ہیں۔

۲۔عبدالرحمٰن بن ابو العلیؒ فرماتے ہیں اس رات میں ہر امر سلامتی ہے کوئی نئی بات (بدعت) پیدا نہیں ہوتی۔

۳۔حضرت قتادہؒ اور حضرت ابن زیدؒ فرماتے ہیں یہ رات سراسر سلامتی والی ہے۔یہ رات بالکل صاف ہوتی ہے۔

۴۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ رات بالکل صاف اور ایسی روشن ہوتی ہے کہ گویا

چاند چڑھا ہوا ہے، سکون اور دلجمعی ہوتی ہے نہ سردی زیادہ ہوتی ہے نہ گرمی اس کی صبح سورج شعاؤں سے نہیں نکلتا بلکہ چودھویں رات کی طرح بالکل صاف نکلتا ہے۔ اس دن اس کے ساتھ شیطان بھی نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ دھوپ چڑھ جاتی ہے۔

۵- ابوداؤد طیالسیؒ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" لیلۃ القدر پُرسکون سردی گرمی سے خالی ہوتی ہے اس کی صبح کو سورج مدھم روشنی والا سرخ رنگت میں نکلتا ہے۔"

شب قدر میں عوام الناس کی مروجہ غلطیاں اور ان کی اصلاح

بعض لوگ جاءنماز کے نیچے لکڑی لے کر بیٹھتے ہیں کہ یہ سونے کی ہوجائے گی۔ بعض کہتے ہیں کہ شب قدر میں کچھ نظر آتا ہے حالانکہ عبادت، دنیا یا کسی طمع کے لیے نہیں کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ خود اس کا اجر عطا فرمادیں گے، بندے کا کام عبادت کرنا ہے۔

حضرت عارف شیرازیؒ فرماتے ہیں:

تو بندگی چو گدایاں بشرطِ مزد مکن　　　که خواجه خود روشِ بنده پروری داند

ڈاکٹر اقبال مرحوم کہتے ہیں:

سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے　　　اے بے خبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں:

"اس میں ضروری نہیں کہ کچھ نظر آئے۔ جب ہی اس کی برکت میسر ہو بلکہ کچھ نظر آوے یا نہ آوے عبادت کرے اور اس کی برکت حاصل کرے اور مقصود یہ ہے کہ اس رات کی برکت اور جس قدر ثواب مذکور ہو، حاصل کرے کسی چیز کا نظر آنا مقصود نہیں۔" (بہشتی زیور سعیدی ص ۲۹۵ ج ۳)

بعض لوگ شب قدر میں جمع ہوکر شب بیداری کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ یہ مکروہ ہے اگر اتفاقاً دو چار آدمی جمع ہوجائیں تو اور بات ہے۔ غرض ہر شخص حسب ہمت عبادت میں مشغول رہے۔

خاص اہتمام

بعض مساجد میں آئمہ نوافل یا صلوٰۃ التسبیح باجماعت پڑھاتے ہیں۔ احناف کے نزدیک نوافل کی جماعت مکروہ ہے۔ (اصلاح الرسوم ص ۱۶۸)

اکثر مساجد میں لیالی قدر میں ختم قرآن پاک کا اہتمام کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ نعمت عظمیٰ ہے لیکن حافظ کے لیے چندہ جمع کرنے اور شیرینی تقسیم کرنے (اس کے مفاسد اصلاح الرسوم

ص ۱۷۰ پر ملاحظہ کریں) میں اکثر وقت برباد ہوتا ہے اور وہ شور ہوتا ہے کہ الامان۔

بعض علماء کے نزدیک تو بلند آواز سے مسجد میں تلاوت اور ذکر بالجہر سب ناجائز ہے۔ (خلاصۃ الفتاویٰ) تو اس بابرکت شب میں شوروغوغا سے کتنا گناہ ہوتا ہوگا۔ نیز ختم قرآن کریم کے روز مسجد میں بجلی کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ اس میں اسراف' مسجد کے تماشگاہ بننا' نمازیوں کی توجہ کا ہٹنا' مہتمم کا خیال گیس کی طرف لگا رہنا اور دیگر مفاسد اصلاح الرسوم مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۷۱ پر مذکور ہیں۔ ان سے بچنا چاہیے۔

نصیحت

ان راتوں میں جس قدر ہو سکے نفل نماز' تلاوت قرآن مجید یا ذکر و تسبیح میں مشغول رہے۔ ان راتوں کو جلسوں' تقریروں میں صرف کرنا بڑی محرومی میں داخل ہے۔ تقریریں ہر رات ہو سکتی ہیں' عبادت کا یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم)

اللّٰهُمَّ وفقنا لما تحبّ وترضٰی ٥ (آمین)

اب دوسرا موضوع اعتکاف کے سلسلہ میں کچھ عرض کرتا ہوں۔ اعتکاف کے فضائل قرآن و حدیث کی روشنی میں دوران خطبہ اور ترجمہ سن چکے ہیں۔ اب اس سلسلہ میں ایک اور حدیث پیش کرتا ہوں۔ نبی اکرم مشفق اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من اعتكف يوما ابتغاء وجه اللّٰه عزّوجلّ جعل اللّٰه بينه وبين النّار ثلاثة خنادق ابعد ممّا بين الخناڈيقين المشرق والمغرب او كمال قال.

''جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے ایک دن کا اعتکاف کیا تو اللہ تعالیٰ اس شخص اور جہنم کے درمیان میں تین خندقوں کا فاصلہ (دوری) بنائے گا اور ہر دو خندقوں میں مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوگا۔'' (اعلاء السنن ج ۲ ص ۱۵۹)

اعتکاف

(۱) اعتکاف اس کو کہتے ہیں کہ اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں رہے اور سوائے ایسی حاجات ضروریہ کے جو مسجد میں پوری نہ ہو سکیں (جیسے پاخانہ کی ضرورت یا غسل واجب اور وضو کی ضرورت کے) مسجد سے باہر نہ جائے۔

(۲) رمضان کے عشرہ اخیر میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ یعنی اگر بڑے شہروں

کے محلّہ میں اور چھوٹے دیہات کی پوری بستی میں کوئی بھی اعتکاف نہ کرے تو سب کے اوپر ترک سنت کا وبال رہتا ہے اور کوئی ایک بھی محلّہ میں اعتکاف کرے تو سب کی طرف سے سنت ادا ہو جاتی ہے۔

(۳) بالکل خاموش رہنا' اعتکاف میں ضروری نہیں بلکہ مکروہ ہے البتہ نیک کلام کرنا اور لڑائی جھگڑے اور فضول باتوں سے بچنا چاہیے۔

(۴) اعتکاف میں کوئی خاص عبادت شرط نہیں۔ نماز' تلاوت یا دین کی کتابوں کا پڑھنا' پڑھانا یا جو عبادت دل چاہے کرتا رہے۔

(۵) جس مسجد میں اعتکاف کیا گیا ہے اگر اس میں جمعہ نہیں ہوتا تو نماز جمعہ کے لیے اندازہ کر کے ایسے وقت مسجد سے نکلے جس میں وہاں پہنچ کر سنتیں ادا کرنے کے بعد خطبہ سن سکے۔ اگر کچھ زیادہ دیر جامع مسجد میں لگ جائے جب بھی اعتکاف میں کوئی خلل نہیں آتا۔

(۶) اگر بلا ضرورت طبعی و شرعی تھوڑی دیر کو بھی مسجد سے باہر چلا جائے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا خود عمداً نکلے یا بھول کر اس صورت میں اعتکاف کی قضا کرنا چاہیے۔

(۷) اگر آخری عشرہ کا اعتکاف کرنا ہو تو ۲۰ تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں چلا جائے اور جب عید کا چاند نظر آ جائے اعتکاف سے باہر ہو۔

(۸) غسل جمعہ یا محض ٹھنڈک کے لیے غسل کے واسطے مسجد سے باہر نکلنا معتکف کو جائز نہیں۔

اعتکاف کی روح خلوت ہے اور روح کے یہ معنی نہیں کہ مجرد عن الجسد ہو بلکہ اس کا نفع مشروط ہے۔ اس جسد خاص کے ساتھ جو خلوت معتد بہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ خلوت بھی ہے مسجد میں کپڑے لگا کر بیٹھا ہے اور جلوت بھی ہے کہ مسجد میں ہونے سے باجماعت نماز ادا کرتا ہے۔ اگر صرف خلوت ہوتی تو شہرت ہو جاتی جو فتنہ کا سبب بنتی۔

سبحان اللہ! کیسی اچھی طرح اعتدال کو ظاہر کر دیا۔ پھر یہ رحمت کہ اس اعتدال کو مفسر بھی فرما دیا یعنی اجمالاً کہ اس کی مدت اور صورت بتلا دی۔ صرف عزلت میں یہ خرابی تھی کہ جماعت کے ثواب سے محروم ہو جاتا۔ تعلیم و تعلم کا باب مسدود ہو جاتا مگر معتکف کے لیے مسجد جماعت شرط ہے۔ معتکف سے زیادہ تو جماعت کا ثواب کسی کو مل ہی نہیں سکتا وہ تو ہر نماز میں تکبیر اولیٰ کو پاتا ہے اور ہر وقت جماعت کے انتظار میں رہتا ہے اور انتظار جماعت کا ثواب بھی جماعت کے برابر ہے۔

چنانچہ حدیث میں ہے:

مَنْ كَانَ يَنْتَظِرُ فِي الصَّلٰوةِ فَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ مَا كَانَتْ تحبسُهٗ

''یعنی جو شخص نماز کا انتظار کرتا ہے تو وہ نماز ہی میں ہے جب اس کی وجہ سے محبوس ہے۔''

اسی کو مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

پنج وقت آمد نماز اے راہ نموں عاشقاں ھم فی صلوٰۃ دائموں

(یعنی نماز پانچ وقت فرض ہے اور عشاق ہر وقت نماز کے انتظار اور فکر میں رہتے ہیں۔ اس لیے گویا ہر حالت میں نماز کے اندر ہی رہتے ہیں)۔

صرف اختلاط میں یہ مضرت تھی کہ اس میں اشرار کی صحبت بھی بعض دفعہ ہوتی معتکف اس سے بھی محفوظ ہے کیونکہ مسجد میں صرف نمازی ہی تو آتے ہیں اور نمازی اکثر نیک ہوتے ہیں اور اگر بعضے بد بھی ہوں تو وہ نماز کے وقت نیک ہی ہو جاتے ہیں۔ پھر اختلاط میں باتوں میں بڑا وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ مساجد میں فراغت کے بعد کون ٹھہرتا ہے جو معتکف سے باتیں کرے اس لیے معتکف کثرت کلام کے غوائل سے محفوظ رہتا ہے۔ ہر سال بیسیوں آدمی اعتکاف کرتے ہیں مگر کوئی بھی بزرگ مشہور نہیں ہوتا اور نہ اس کی عزلت کی شہرت ہوتی ہے کیوں کہ معتکف کوئی پہاڑ کی کھوہ میں نہیں بیٹھتا' مسجد ہی میں بیٹھتا ہے جہاں سب سے ملاقات ہوتی ہے۔ سبحان اللہ! ایسی جامع عبادت جو خلوت اور جلوت کو انتہائی جامع ہو اعتکاف کے سوا نہیں ہو سکتی۔

بہر حال معتکف کو مسجد میں اس لیے لایا گیا کہ شب قدر کی تحری سہل ہو کیونکہ بہت سے آدمی ہوں گے جب سب ایک ہی کام میں مشغول ہوں گے تو دل بھی لگے گا۔ پھر سبحان اللہ اس میں یہ کیسا اعتدال کہ متواتر پانچ راتوں میں نہیں جگایا ایک رات جگایا اور ایک رات سلایا اور اس میں بھی ثواب جاگنے کا دیا۔

چنانچہ حدیث سے ثابت ہے کہ اگر کوئی شخص گھوڑا پالے اللہ کے راستے میں تو اس کی لید اس کا پیشاب سب وزن کر کے اس کو نیکیاں ملیں گی چونکہ وہ گھوڑا ذریعہ ثواب تھا تو اس کی لید اور پیشاب پر بھی ثواب ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ شب قدر نہایت قابل قدر چیز ہے اس کی روح مشاہدہ ہے اس میں حق جل وعلیٰ شانہ کی تجلی ہوتی ہے اور گو ہمیں ان تجلیات کا دکھائی دینا ضروری نہیں مگر اس کی پہچان اس سے ہوتی ہے کہ اس رات میں بہ نسبت اور راتوں کے عبادت میں جی زیادہ لگتا ہے۔ قلب کو غفلت نہیں ہوتی اور کیوں ہو وصل کے ساتھ ہجر جمع نہیں ہو سکتا ہے۔ (روح الجوارص ۱۵۰ تا ۱۵۱)

شب قدر است طے شد نامہ ہجر

سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین